بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞
الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۞

مسئلہ

ترک رفع الیدین فی الصلوٰۃ

از افادات

متکلمِ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم العالیہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

بانی وامیر عالمی اتحاد اہل السنت والجماعت

احناف میڈیا سروس

فہرست رسالہ "مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوٰۃ"

فہرست رسالہ "مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوۃ"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ترک رفع الیدین فی الصلوۃ

از افادات: متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت احناف:

نماز پنجگانہ شروع کرتے وقت صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ باقی پوری نماز میں نہ کیا جائے۔ رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا خلاف سنت ہے۔

(بدائع الصنائع ج1 ص208 فَصْلٌ وَأَمَّا سُنَنُهَا فَكَثِيرَةٌ، فتاویٰ عالمگیری ج1 ص72 الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي سُنَنِ الصَّلَاةِ وَآدَابِهَا وَكَيْفِيَّتِهَا)

مذہب غیر مقلدین:

نماز شروع کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع کو جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا فرض یا واجب ہے۔

(رفع یدین فرض ہے از مسعود احمد غیر مقلد، فتاوی رفیقیہ از محمد رفیق پسروری حصہ چہارم ص153، مسئلہ رفع یدین از پروفیسر عبد اللہ، اثبات رفع یدین از خالد گھر جاکھی، نور العینین از زبیر علی زئی, مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ از رئیس ندوی غیر مقلد ص246)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ احناف

قرآن مع التفسیر

قال اللہ تعالیٰ: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ . الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ. (سورۃ المؤمنون: 1،2)

تفسیر نمبر1:

قال الامام ابو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادي: اخبرنا عبد الله الثقة ابن المامور الهِرَوِي قال اخبرنا ابي قال اخبرنا ابو عبد الله قال اخبرنا ابو عبيد الله محمود بن محمد الرازي قال اخبرنا عمار بن عبد المجيد الهِرَوِي قال اخبرنا علي بن إسحاق السمرقندي عن محمد بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: { الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ } مخبتون متواضعون لا يلتفتون يميناً ولا شمالاً ولا يرفعون ايديهم في الصلاة. (تفسیر ابن عباس ص212)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تفسیر ابن عباس کی سند میں محمد بن مروان السدی، محمد بن سائب الکلبی اور ابو صالح باذام سخت ضعیف ہیں۔

جواب:

ایسا ممکن ہے کہ ایک آدمی ایک فن میں ماہر اور ثقہ نہ ہو لیکن دوسرے فن کا امام ہو۔ اسی حقیقت کے پیش نظر محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ بعض ائمہ فن حدیث میں تو نا قابل اعتبار ہیں لیکن فن تفسیر میں ان کی روایات قابل قبول ہوتی ہیں۔ مثلاً۔۔۔

قال الامام البيهقي: قال يحيى بن سعيد يعني القطان تساهلوا في التفسير عن قوم لا يوثقونهم في الحديث ثم ذكر ليث بن ابي سليم و جُوَيْبِرِ بن سعيد والضحاك ومحمد بن السائب يعني الكلبي وقال هولاء لا يحمد حديثهم ويكتب التفسير عنهم. (دلائل النبوۃ للبیہقی ج1 ص33، میزان الاعتدال للذہبی ج1 ص391 فی ترجمۃ جویبر بن سعید، التہذیب لابن حجر ج1 ص398 ترجمۃ جویبر بن سعید)

مذکورہ رواۃ کا تذکرہ ائمہ نے مفسرین کے طور پر کیا ہے لہذا اصولی طور ان کی تفسیری روایات مقبول ہیں، رہا ان پر کلام تو وہ فن حدیث کے بارے میں ہے۔ ائمہ کرام کی تصریحات ان رواۃ کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

محمد بن مروان السدی:

1:قال الامام بدر الدین محمود بن أحمد العینی: وصاحب التفسیر، محمد بن مروان الکوفی وهو أیضًا یعرف بالسدی

(مغانی الآخیار فی شرح أسامی رجال معانی الآثار أبی محمد للغیتابی ج3ص416)

2: قال الحافظ ابن حجر العسقلانی: محمد بن مروان بن عبد الله بن إسماعیل الکوفی السدی الصغیر صاحب التفسیر عن محمد بن السائب الکلبی۔ (لسان المیزان لابن حجرج7ص375)

3: قال الامام عبد الحی بن أحمد العکری الدمشقی: محمد بن مروان السدی الصغیر الکوفی المفسر صاحب الکلبی

(شذرات الذهب لعبد الحي العكري ج1ص318)

محمد بن السائب الکلبی:

1: قال الامام ابن عدی: [محمد بن سائب الکلبی] وهو رجل معروف بالتفسیر ... وحدث عن الکلبی الثوریٌّ وشعبةُ ... ورضُوْه بالتفسیر (الکامل لابن عدی ج6ص2132)

2:قال الذهبی: محمد بن السائب الکلبی، أبو النضر الکوفی المفسر النسابة الاخباری.(میزان الاعتدال ج3ص556)

3: قال الحافظ ابن حجر العسقلانی: وهو معروف بالتفسیر ولیس لاحد أطولُ من تفسیره وحدث عنه ثقاتٌ من الناس ورضُوْه فی التفسیر .(تہذیب التهذیب ج9ص157)

ابو صالح باذام:

1: قال العِجلی: باذام أبو صالح روی عنه إسماعیل بن أبی خالد فی التفسیر، ثقةٌ وهو مولی أم هانئ. (معرفة الثقات للعجلي ج1ص242)

2: قال یحیی بن سعید: لم ار احدا من اصحابنا ترك ابا صالح مولی ام هانئ لا شعبة ولا زائدة.(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج1ص135)

لہذا ان رواۃ پر اعتراض باطل ہے۔

تفسیر نمبر 2:

قال الحسن البصری رحمه الله: خاشعون الذین لا یرفعون ایدیهم فی الصلوة الا فی التکبیرة الاولیٰ. (تفسیر السمرقندی ج2ص408)

احادیث مبارکہ:

احادیث مرفوعہ:

دلیل نمبر 1:

قال الامام الدارقطنی م385ھ: [رَوی عَبدُ الرَّحِیمِ بن سُلَیمان عَن أَبِي بَکرٍ النَّهشَلِيّ عَن عاصِمِ بنِ کُلَیبٍ، عَن أَبِیه] عَن عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَیه وسَلم: أَنَّهُ کان یَرفَعُ یَدَیهِ فِي أَوَّلِ الصَّلاَةِ ثُمّ لا یَعُودُ.

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقاۃ

(کتاب العلل للدارقطنی ج4ص106 سوال457)

اعتراض:

یہ حدیث مرفوع نہیں ہے کیونکہ امام دارقطنی نے اسے نقل کر کے فرمایا ہے: وَخالَفَهُ [عَبدَ الرَّحِیمِ بن سُلَیمان] جَماعَةٌ مِن

الثِّقاتِ... فَرَووهُ عَن أَبِي بَكرٍ النَّهشَلِيِّ مَوقُوفًا عَلَى عَلِيٍّ. (کتاب العلل للدارقطنی ج4ص106 سوال 457)

جواب نمبر 1:

اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے والے امام عبد الرحیم بن سلیمان ہیں۔ آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب: ص354)

ان کا اس روایت کو مرفوع بیان کرنا ایک زیادت ہے اور جمہور فقہاء و محدثین کے نزدیک ثقہ کی زیادتی مقبول ہے؛

1: والزیادۃ مقبولۃ. (صحیح البخاری ج1ص201 باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری)

2: أن الزیادۃ من الثقۃ مقبولۃ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم ج1ص307 کتاب العلم)

جواب نمبر 2:

اگر حدیث کے موقوف اور مرفوع ہونے میں اختلاف ہو جائے تو فقہاء اور محدثین خصوصا امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے نزدیک حدیث مرفوع قرار دی جاتی ہے۔

قال الامام النووی: والصحیح طریقۃ الاصولیین والفقہاء و البخاری ومسلم و محققی المحدثین انہ یحکم بالرفع والاتصال لانہا زیادۃ ثقۃ (شرح مسلم للنووی ج1ص282، 256)

حدیث علی رضی اللہ عنہ مرفوع ہے اور یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر 2:

روی الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعیب أبو عبد الرحمن النسائی م 303ھ: قال أخبرنا سوید بن نصر حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمۃ عن عبد اللہ قال ألا أخبرکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فقام فرفع یدیہ أول مرۃ ثم لم یعد

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص158 باب ترک ذلک، السنن الکبری للنسائی ج1ص351، 350رقم 1099 باب ترک ذالک)

دلیل نمبر 3:

روی الامام الحافظ المحدث أحمد بن شعیب أبو عبد الرحمن النسائی م 303ھ: قال اخبرنا محمود بن غیلان المروزی حدثنا وکیع حدثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ عن عبداللہ انہ قال الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ.

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(سنن النسائی ج1ص162، 161 باب الرخصۃ فی ترک ذلک، السنن الکبری للنسائی ص221رقم 645 باب الرخصۃ فی ترک ذلک)

دلیل نمبر 4:

روی الامام أبو عیسی محمد بن عیسی الترمذی م 279ھ قال: حدثنا ہنادنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ

قال [ابو عیسی] وفی الباب عن البراء بن عازب

قال ابو عیسی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ

وسلم والتابعین وھو قول سفیان [الثوری] واھل الکوفۃ ۔

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم تغلیباً۔ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

وفی نسخۃ الشیخ صالح بن عبد العزیز ص71 باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع الا فی اول مرۃ رقم الحدیث 257 ، مختصر الاحکام للطوسی ص109رقم 218طبع مکۃ مکرمۃ و فی سنن ابی داؤد ج1ص116باب من لم یذکر الرفع عندالرکوع

اعتراض نمبر 1 :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا:

قد ثبت حدیث من یرفع یدیہ وذکر حدیث الزہری عن سالم عن أبیہ ولم یثبت حدیث ابن مسعود أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یرفع [یدیہ] إلا فی أول مرۃ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع) کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔

جواب نمبر1:

حدیث ابن مسعود کے تمام روات ثقہ ہیں۔ اس کے بارے میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی یہ جرح غیر مفسر اور غیر مبین السبب ہے۔ اصول حدیث کے اعتبار سے ایسی جرح قابل قبول نہیں۔

1: لا یقبل الجرح الا مفسرا (الکفایہ فی علم الروایۃ للخطیب ص:101)

2: إذا کان الجرح غیر مفسر السبب فإنہ لا یعمل بہ (صیانۃ صحیح مسلم لابن الصلاح ص96)

3: ولا یقال إن الجرح مقدم علی التعدیل لأن ذلک فیما إذا کان الجرح ثابتا مفسر السبب وإلا فلا یقبل الجرح إذا لم یکن کذلک (توجیہ النظر إلی أصول الأثر لطاھر الجزائری ج2 ص550)

جواب نمبر2:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

1: عن عبد اللہ قال ألا أخبرکم بصلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: فقام فرفع یدیہ أول مرۃ ثم لم یعد، (سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

2: قال عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

3: عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم : أنہ کان یرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ ثم لا یعود (سنن الطحاوی ج1 ص162 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع)

حدیث کے وہ الفاظ جو امام ابن مبارک کی جرح میں مذکور ہیں وہ سنن طحاوی کی روایت سے ملتے جلتے ہیں، باقی روایات سے اس جرح کا کوئی تعلق نہیں۔ رہی یہ جرح تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابن مبارک نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کو روایت کیا ہے (سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک) اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز کا نقشہ لوگوں کو پڑھ کر دکھایا، لیکن سنن طحاوی میں نماز کا نقشہ نہیں صرف زبانی بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مرتبہ رفع یدین کرتے تھے بعد میں نہیں کرتے تھے۔ چونکہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے یہ روایت اس طرح سنی تھی (یعنی ابن مسعود کے عمل کے ساتھ) اس لیے اس حدیث پر اعتراض کر دیا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ سے قولا مروی ہے۔ حقیقتا دیکھا جائے تو یہ اعتراض بنتا نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز پڑھ کر دکھانے اور اس کو زبانی بیان کرنے میں کوئی تضاد نہیں، اس لیے کہ یہ ممکن ہے کہ راوی ایک مرتبہ حدیث کو عملا بیان کرے اور دوسری مرتبہ اسے قولا بیان کر دے، یہ حدیث کے غیر ثابت ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب نمبر 3:

بالفرض یہ جرح اگر فعلی روایت پر بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس اعتراض کو نقل کرنے والے ان کے شاگرد سفیان بن عبد الملک المروزی ہیں۔ (جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

اور یہ آپ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

من کبار اصحاب ابن المبارك (تقریب التہذیب لابن حجر ص:278)

لیکن ان کے ایک اور شاگرد سوید بن نصر المروزی نے اسی حدیث کو آپ ہی سے بلا اعتراض نقل کیا ہے۔ (سنن النسائی ج1 ص158 باب ترک ذلک)

اور یہ آپ کے آخری عمر کے شاگرد ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے:

كان راوية ابن المبارك (تہذیب التہذیب لابن حجر ج:3، ص:110)

معلوم ہوا کہ یہ اشکال آپ کو اول عمر میں تھا جسے آپ نے اپنے قدیمی شاگردوں کو نقل کرایا تھا لیکن آخر عمر میں جب آپ نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ روایت سنی تو اپنے صغیر شاگرد سوید بن نصر المروزی کو بلا اعتراض املاء کرائی جیسا کہ سنن النسائی (ج:1 ص:157) میں یہ حدیث بلا اعتراض موجود ہے معلوم ہوا کہ آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا تھا۔

جواب نمبر 4:

اس حدیث کو کئی شمار فقہاء اور محدثین نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

1: امام ترمذی م279ھ: حسن۔۔ وفی نسخۃ: حسن صحیح (جامع الترمذی ج1 ص159، شرح سنن ابی داؤد ج2 ص346)

2: امام دار قطنی م385ھ: اسنادہ صحیح (کتاب العلل للدار قطنی ج5 ص172 سوال 804)

3: امام ابن حزم م456ھ: صَحَّ خَبَرُ ابْنِ مَسْعُودٍ (المحلی بالآثار ج2 ص578)

4: امام ابن القطان الفاسی م628ھ: والحدیث عندی - لعدالۃ رواتہ - أقرب إلی الصحۃ (بیان الوھم والإیھام للفاسی ج5 ص367)

5: امام زیلعی م762ھ: و الرجوع الی صحۃ الحدیث لورودہ عن الثقات (نصب الرایۃ للزیلعی ج1 ص396)

6: امام عینی م855ھ: قد صح (شرح سنن ابی داؤد ج2 ص346)

7: علامہ محمد انور شاہ کشمیری م1350ھ: رواہ الثلاثۃ و ھو حدیث صحیح۔ (نیل الفرقدین ص56)

حتی کہ مشہور غیر مقلدین نے بھی اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے:

1: احمد شاکر المصری غیر مقلد: الحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (شرح الترمذی ج2 ص43)

2: ناصر الدین البانی: والحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (مشکوۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ج1 ص254)

لہذا حدیث بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

اعتراض نمبر 2:

حدیث ابن مسعود صحیح نہیں ہے کیونکہ اس پر امام ابو داؤد نے اعتراض کیا ہے: قال ابو داؤد: ھذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس ھو بصحیح علی ھذا اللفظ (ابو داؤد ص117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع - رقم الحدیث 748 طبع دار السلام)

جواب نمبر 1:

سنن ابی داؤد کے کئی نسخے ہیں جن میں سے پانچ بہت مشہور ہیں۔

1: نسخہ ابو علی اللؤلوی ۔۔۔(مکتبہ امدادیہ پاکستان) یہ نسخہ امام ابو داؤد کی وفات والے سال کا ہے اور تمام نسخوں میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے، جیسا کہ محشی سنن ابی داؤد نے تصریح کی ہے:

الامام الحافظ ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤوی البصری روی عن ابی داؤد ھذا السنن فی المحرم سنۃ خمس وسبعین وماتین وروایتہ من اصح الروایات لانھا من آخر ما املی ابو داؤد وعلیھا مات (حاشیہ ابی داؤد: ج1 ص2)

اس نسخہ میں یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

2: نسخہ ابن داسۃ۔۔۔ یہ نسخہ امام ابو سلیمان خطابی نے خود ابو بکر بن داسہ سے روایت کیا ہے اور اس کی شرح "معالم السنن" کے نام سے لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔ یہ اعتراض اس نسخہ میں بھی موجود نہیں ہے۔

3: نسخہ ابو عیسی الرملی۔۔۔ یہ نسخہ ابن داسہ کے نسخہ سے ملتا جلتا ہے جیسا کہ أبو المنذر خالد بن إبراھیم المصري نے تصریح کی ہے:

وروایۃ ابن داسۃ أکمل الروایات، وروایۃ الرملی تقاربھا (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داؤد للعینی ج1 ص33)

جب نسخہ داسہ میں یہ اعتراض نہیں ہے تو نسخہ رملی میں بھی نہ ہو گا۔

4: نسخہ ابن الاعرابی۔۔۔ یہ نسخہ نامکمل ہے، بہت سی کتب اس میں نہیں ہیں۔

قال أبو المنذر خالد بن إبراھیم المصری: روایۃ ابن الأعرابی یسقط منھا کتاب الفتن والملاحم والحروف والخاتم ونحو النصف من کتاب اللباس وفاتہ أیضاً من کتاب الوضوء والصلاۃ والنکاح أوراق کثیرۃ. (مقدمۃ التحقیق شرح سنن ابی داؤد للعینی ج1 ص33)

5: نسخہ ابن العبد۔۔۔ ان کا نام ابو الحسن ابن العبد الانصاری ہے۔ یہ بھی سنن کا ایک نسخہ روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج3 ص9)

مندرجہ بالا پانچ نسخوں میں سے یہ اعتراض صرف نسخہ ابن العبد میں ہے جیسا کہ امام مغلطائی نے تصریح کی ہے:

اعترض علی ھذا بما ذکرہ أبو داؤد فی روایۃ ابن العبد قال: ھذا حدیث مختصر من حدیثہ، ولیس بصحیح علی ھذا اللفظ. (شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی: ص1467)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ اعتراض امام ابو داؤد کو اول عمر میں تھا جسے آپ کے شاگرد ابن العبد نے نقل کیا ہے لیکن بعد میں آپ نے اس اعتراض سے رجوع فرما لیا۔ اس لیے باقی نسخوں خصوصا نسخہ ابو علی اللؤلوی میں (جو وفات والے سال کا نسخہ ہے) یہ اعتراض موجود نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

اگر اس جرح کو مان بھی کیا جائے تب بھی یہ مبہم ہے اور مبہم جرح قابل قبول نہیں (جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر 3:

امام ابو داؤد نے زیر بحث حدیث کو جس طویل حدیث کا اختصار قرار دیا ہے وہ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے:

حدثنا الحسن بن الربیع، حدثنا ابن إدریس، عن عاصم بن کلیب، عن عبد الرحمن بن الأسود، حدثنا علقمۃ أن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: «علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ: فقام فکبر ورفع یدیہ، ثم رکع، فطبق یدیہ جعلھما بین رکبتیہ فبلغ ذلک سعدا فقال: صدق أخی قد کنا نفعل ذلک فی أول الإسلام ثم أمرنا بھذا». قال البخاری: «وھذا المحفوظ عند أھل النظر من حدیث عبد اللہ بن مسعود (جزء رفع الیدین للبخاری ص292 رقم الحدیث 33)

اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیر بحث حدیث کو اس طویل حدیث کا اختصار بھی قرار دیا جائے تو بھی یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا، کیونکہ اگر اس مختصر حدیث میں جو الفاظ (لم یعد وغیرہ) ہیں وہ طویل حدیث میں نہیں تو یہ زیادت ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے [حوالہ جات گزر چکے ہیں]

محدث کبیر مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو سلم انه مختصر من هذا الحديث الطويل ففي المختصر زيادة لفظ ليس في الطويل و زيادة ثقة مقبولة عند اهل الحديث (بذل المجہود ج2 ص22 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

پس یہ اعتراض درست نہیں اور حدیث صحیح ہے۔

فائدہ : سنن ابی داؤد کا نسخہ عرب ممالک میں پہلے دار الفکر بیروت بتحقیق عبد الحمید طبع ہوا تھا، اس میں بریکٹ لگا کر اس اعتراض کو لکھا گیا تھا لیکن اس کے بعد دار السلام کے غیر مقلدین نے بریکٹ کو ہٹا کر اسی اعتراض کو متن میں لگا دیا ہے۔

اعتراض نمبر 3:

غیر مقلدین خصوصا زبیر علی زئی کہتا ہے کہ حدیث ابن مسعود کی سند میں سفیان ثوری ہے جو کہ غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جس میں وہ سماع کی تصریح کرے یا اس کی کوئی معتبر متابعت موجود ہو اور یہاں سماع کی تصریح نہیں ہے، نیز اس روایت میں یہ عاصم بن کلیب سے منفرد بھی ہے، کوئی معتبر متابعت نہیں ہے۔ لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ (نور العینین: ص118 تا 128)

جواب نمبر 1:

امام سفیان ثوری صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ثقہ بالاجماع راوی ہیں اور عند الجمہور یہ طبقہ ثانیہ کے مدلس ہیں جیسا کہ ائمہ حضرات نے ان کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ (جامع التحصیل فی احکام المراسیل لابی سعید العلائی ص113، طبقات المدلسین لابن حجر ص64، التعلیق الامین علی کتاب التبیین لاسماء المدلسین لابن العجمی ص92، جزء منظوم فی اسماء المدلسین لبدیع الدین غیر مقلد ص89)

اور طبقہ ثانیہ کی تدلیس عند المحدثین صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔ پس یہ حدیث صحیح ہے۔

جواب نمبر 2:

امام سفیان ثوری اس روایت میں متفرد نہیں بلکہ دیگر ثقات بالاجماع روات نے ان کی متابعت تامہ کر رکھی ہے، مثلاً۔۔۔

1: امام ابو بکر النہشلی (م ت س ق)

وَرَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

(کتاب العلل للدار قطنی ج5 ص172 سوال 804)

2: امام وکیع بن الجراح (ع)

حدثنا عبد الوارث بن سفيان قال حدثنا قاسم بن أصبغ قال حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل قال حدثني أبي قال حدثنا وكيع عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الأسود عن علقمة قال قال ابن مسعود (التمہید الابن عبد البر ج4 ص189)

لہذا تفرد کا اعتراض باطل ہے، اور حدیث ابن مسعود صحیح ہے۔

دلیل نمبر 5:

روى الامام ابوبكر اسماعيلي قال حدثنا عبد الله بن صالح بن عبد الله أبو محمد صاحب البخاري صدوق ثبت قال: حدثنا إسحاق بن إبراهيم الْمَرْوَزِيُّ، حدثنا محمد بن جابر السُّحَيْمِيُّ، عن حماد، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبد الله، قال:

صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر ،فلم يرفعوا أيديهم إلا عند افتتاح الصلاة۔

اسناد صحیح ورواته ثقات۔

(کتاب المعجم لابی بکر الاسماعیلی ج2 ص693،692،رقم154، مسند ابی یعلی ص922،رقم5037)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن جابر ہیں، ان پر ائمہ نے جرح کی ہے۔ نیز آخر عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور اختلاط کا شکار بھی تھے۔ ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں تھیں اور یہ تلقین کو قبول کرنے لگے تھے۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

محمد بن جابر یمانی عند الجمہور ثقہ وصدوق ہیں، درج ذیل ائمہ نے ان کی توثیق و مدح فرمائی ہے:

امام عمرو بن علی الفلاس:

قال الفلاس: صدوق كثير الوهم (شرح سنن ابن ماجۃ للمغلطائی: ج1 ص435، الجرح والتعدیل ج7 ص219،)

امام ابو حاتم الرازی:

قال عبد الرحمن بن ابي حاتم الرازي: وسئل ابي عن محمد بن جابر وابن لهيعة فقال محلهما الصدق ومحمد بن جابر احب إلي من ابن لهيعة. (الجرح والتعدیل ج7 ص219،220)

ابوزرعہ الرازی وامام ابو حاتم الرازی:

قال ابن ابي حاتم الرازي: وسمعت أبي وأبا زرعة يقولان من كتب عنه باليمامة وبمكة فهو صدوق (تہذیب التہذیب ج9 ص77)

امام نور الدین الہیثمی:

محمد بن جابر السحيمي وفيه كلام كثير وهو صدوق في نفسه صحيح الكتاب ولكنه ساء حفظه (مجمع الزوائد: ج2 ص479، ج3 ص349)

امام عبد اللہ بن عدی الجرجانی:

قال الامام أبو أحمد عبدالله بن عدی الجرجانی: وعند إسحاق بن أبي إسرائيل عن محمد بن جابر كتاب أحاديث صالحة وكان إسحاق يفضل محمد بن جابر على جماعة شيوخ هم أفضل منه وأوثق وقد روى عن محمد بن جابر كما ذكرت من الكبار أيوب وابن عون وهشام بن حسان والثوري وشعبة وابن عيينة وغيرهم ممن ذكرتهم ولولا أن محمد بن جابر في ذلك المحل لم يروعنه هؤلاء الذين هو دونهم وقد خالف في أحاديث ومع ما تكلم فيه من تكلم يكتب حديثه (الکامل لابن عدی ج6 ص153)

امام ذہلی:

وقال الذهلي لا بأس به (تہذیب التہذیب ج9 ص75)

امام ابو الولید:

قال ابو الوليد: نحن نظلم محمد ابن جابر بامتناعنا من التحديث عنه. (تہذیب التہذیب ج9 ص78)

لہذا محمد بن جابر یمانی سے مروی روایت کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ رہا اختلاط اور کتب کے ضائع ہونے کی وجہ سے تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو ائمہ اصول ان جیسے رواۃ کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

امام نووی: وحكم المختلط أنه لا يُحتج بما روى عنه في الاختلاط أو شك في وقت تحمله، ويحتج بما روى عنه قبل الاختلاط

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1 ص242)

امام خطیب بغدادی: محمد بن خلاد الاسکندرانی کے تذکرہ میں ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

کل من سمع منه قدیما قبل ذهاب کتبه فحدیثه صحیح ومن سمع منه بعد ذلك فلیس حدیثه بذاك (الکفایة: ص153)

اور امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم الرازی نے تصریح فرمائی ہے کہ محمد بن جابر سے جس نے یمامہ اور مکہ میں روایت لی ہے وہ اس وقت صدوق تھے۔

و قال عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی: وسمعت أبي وأبا زرعة يقولان من كتب عنه باليمامة و بمكة فهو صدوق

(تہذیب التہذیب ج9ص77)

اور ہماری پیش کردہ روایت میں بھی امام اسحاق بن ابراہیم المروزی نے ان سے یمامہ میں روایت کی ہے جیسا کہ ائمہ نے تصریح کی ہے:

1: قال الامام محمد بن سعد فی ترجمة اسحاق بن ابراهیم المروزی : وكان رحل الی محمد بن جابر باليمامة فكتب كتبه ،وقدم البصرة من اليمامة بعد موت ابی عوانة بيومين او ثلاثة (طبقات ابن سعد: ج7ج7ص353)

2: قال أبو يعقوب إسحاق بن أبي إسرائيل لما انصرفت من اليمامة من عند هذا الشيخ يعني محمد بن جابر الخ (تاریخ بغداد ج5ص357)

3: قال الامام أبو أحمد عبدالله بن عدی الجرجانی: وعند إسحاق بن أبي إسرائيل عن محمد بن جابر كتاب أحاديث صالحة وكان إسحاق يفضل محمد بن جابر على جماعة شيوخ هم أفضل منه وأوثق الخ (الکامل لابن عدی ج6ص153)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ محمد بن جابر الیمامی سے اسحاق المروزی کا سماع قبل الاختلاط کا ہے اور انہوں نے سماع حدیث کتاب سے کی ہے۔ پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر6:

روى الامام الاعظم ابوحنیفة رحمه الله يقول سمعت الشعبی یقول سمعت البراء بن عازب رضی الله عنه یقول كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتی یحاذی منكبيه لا يعود برفعهما حتی یسلم من صلوته.

اسناده صحیح علی شرط البخاری ومسلم

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ ابی نعیم ص344رقم 225وفی نسخۃ ص156طبع الریاض)

دلیل نمبر7:

روى الامام أبو داؤد السجستانی :قال حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شريك عن يزيد بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول الله صلی الله علیه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الی قريب من اذنيه ثم لا يعود.

اسناده صحیح علی شرط المسلم

(سنن ابی داؤد ج1ص116باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، مسند ابی یعلیٰ ص400رقم الحدیث 1690، 1691، 1692)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں یزید بن ابی زیاد کوفی راوی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ تلقین کو قبول کرتا تھا۔ یہ حدیث تغیر حفظ کے بعد کی ہے نیز ثم "لایعود" کا جملہ ان کے قدماء اصحاب نے بیان نہیں کیا ہے۔ پس یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب:

امام یزید بن ابی زیاد کوفی صحیح البخاری تعلیقاً، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ایک جماعت محدثین نے ثقہ، صدوق، عدل قرار دیا ہے مثلاً:

امام جرير بن عبد الوليد: يزيد احسنهم استقامة فی الحديث (الجرح والتعدیل ج9ص327)

امام أبو داؤد: لا أعلم أحدا ترك حديثه (سیر اعلام النبلاء ج5ص381)

امام ترمذی: یزید بن ابی زیاد سے مروی کئی روایات کو "حسن صحیح" اور کئی جگہ "حسن" قرار دیا۔

(باب ماجاء فی المنی والمذی، باب ماجاء من الرخصة فی ذلک [ای الحجامة للصائم]، باب ماجاء فی مواقیت الإحرام لأهل الآفاق، باب مناقب العباس بن عبد المطلب)

امام احمد بن حنبل: قال کما قال جریر (الجرح والتعدیل ج9 ص327)

احمد بن صالح: یزید بن أبی زیاد ثقة لا یعجبنی قول من یتکلم فیه (تاریخ الثقات لابن شاہین ص256، معرفة الثقات للعجلي ج2 ص364)

امام سفیان الثوری: فهو علی العدالة والثقة وإن لم یکن مثل منصور والحکم والأعمش فهو مقبول القول ثقة.

(المعرفة والتاریخ للفسوی ج3 ص175)

امام الشیخ ابن دقیق العید: ویزید بن أبی زیاد معدود فی أهل الصدق، کوفی، یکنی أبا عبد الله (نصب الرایہ ج1 ص477)

امام ابو الحسن: یزید بن أبی زیاد، جید الحدیث (نصب الرایہ ج1 ص477)

امام الذهبی: [یزید بن أبی زیاد] الامام المحدث أبو عبد الله، الهاشمی (سیر اعلام النبلاء ج5 ص380)

مشہور غیر مقلد احمد محمد شاکر شرح ترمذی میں یزید کی کافی توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: و الحق انه ثقة

پھر امام شعبہ سے توثیق نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

و هذا نهایة التوثیق من شعبة و هو امام الجرح و التعدیل ... فقد اصاب الترمذی فی تصحیحه (شرح الترمذی ج1 ص195)

مزید آگے جا کر لکھتے ہیں:

فمدار الحدیث علی یزید ابن ابی زیاد و هو ثقة صحیح الحدیث و قد تکلمنا علیه تفصیلا فیما مضی (شرح الترمذی ج2 ص409)

لہٰذا عند الجمہور یزید ثقہ، صدوق، عادل ہے، رہا تغیر حفظ اور تلقین قبول کرنے کا اعتراض تو امام ابن حبان نے تصریح کی ہے:

وکان یزید صدوقا إلا أنه لما کبر ساء حفظه وتغیر، فکان یتلقن ما لقن، فوقع المناکیر فی حدیثه ... فسماع من سمع منه قبل دخوله الکوفة فی أول عمره سماع صحیح (کتاب المجروحین لابن حبان ج3 ص100)

اس روایت میں آپ کے شاگرد شریک آپ سے "ثم لا یعود" وغیرہ کا جملہ نقل کیا ہے اور یہی جملہ آپ کے کبار اصحاب نے بھی نقل کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جملہ آپ نے تغیر حفظ سے پہلے نقل کیا ہے، مثلاً:

امام سفیان الثوری:

حدثنا أبو بکرة قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان قال ثنا یزید بن أبی زیاد عن بن أبی لیلی عن البراء بن عازب رضی الله عنه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا کبر لافتتاح الصلاة رفع یدیه حتی یکون إبهاماه قریبا من شحمتی أذنیه ثم لا یعود.

(سنن الطحاوی ج1 ص162)

امام ہشیم بن بشیر:

حدثنا إسحاق حدثنا هشیم عن یزید بن أبی زیاد عن عبد الرحمن بن أبی لیلی عن البراء قال: رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم حین افتتح الصلاة کبر ورفع یدیه حتی کادتا تحاذیان أذنیه ثم لم یعد. (مسند ابی یعلی ص400 رقم الحدیث 1691)

امام ابن عیینہ:

عبد الرزاق عن بن عیینة عن یزید عن عبد الرحمن بن أبی لیلی عن البراء بن عازب مثله وزاد قال مرة واحدة ثم لا تعد لرفعها فی تلک الصلاة (مصنف عبد الرزاق ج2 ص45 رقم الحدیث 2534)

امام اسماعیل بن زکریا:

حدثنا یحیی بن محمد بن صاعد نا محمد بن سلیمان لوین ثنا إسماعیل بن زکریا ثنا یزید بن أبی زیاد عن عبد الرحمن بن أبی لیلی عن

البراء أنه : رأى رسول الله صلى الله عليه و سلم حين افتتح الصلاة رفع يديه حتى حاذى بهما أذنيه ثم لم يعد إلى شيء من ذلك حتى فرغ من صلاته (سنن الدارقطني ص196 رقم الحديث 1116)

امام ابن ادریس:

حدثنا إسحاق حدثنا ابن إدريس قال : سمعت يزيد بن أبي زياد عن ابن أبي ليلى عن البراء قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه و سلم رفع يديه حين استقبل الصلاة حتى رأيت إبهاميه قريبا من أذنيه ثم لم يرفعهما (مسند ابی یعلی ص400 رقم الحدیث 1692)

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ "ثم لا يعود" کا جملہ تغیر حفظ سے پہلے کا جسے آپ کے کبار اصحاب نے بھی ذکر کیا ہے، اسے تلقین کا نتیجہ قرار دینا غلط ہے، پس حدیث صحیح ہے۔

دلیل نمبر 8:

روى الامام أبو بكر عبدالله بن الزبير الحميدي: قال [حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال] ثنا الزهري قال اخبرني سالم بن عبدالله عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين،

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط البخاري ومسلم

(مسند الحمیدی ج2 ص277 رقم 614 طبع بیروت، مسند ابی عوانہ ج1 ص334 باب بیان افتتاح الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت اثبات رفع الیدین کی تھی مگر حنفیوں نے تحریف کر کے ترک رفع الیدین کی بنادی۔ نسخہ ظاہریہ دمشقیہ میں اثبات ہی کی ہے۔ (نور العینین ص68 و ص71 وغیرہ)

جواب اول:

یہ روایت "الحمیدی عن سفیان بن عیینہ" کے طریق سے مروی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس طریق سے تخریج نہیں کیا۔ اپنے "جزء رفع الیدین" میں امام حمیدی کے طریق سے موقوف روایت کو تو نقل کیا ہے لیکن مرفوع روایت کو تخریج نہیں کیا، حالانکہ امام بخاری کا ضابطہ ہے:

قال الحاكم كان البخاري اذا وجد الحديث عند الحميدي لا يعوده الى غيره۔

(تقریب التہذیب: ج1 ص288، تہذیب التہذیب: ج3 ص142، جزء رفع الیدین ص272 رقم 15)

اگر الحمیدی عن سفیان ابن عیینة کے طریق والی روایت اثبات رفع الیدین عند الرکوع کی ہوتی تو امام بخاری اس کو ضرور تخریج کرتے۔ ثابت ہوا کہ بالیقین یہ روایت ترک رفع الیدین ہی کی ہے۔ پس تحریف والا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر 2:

تحریف والا اعتراض اس لیے بھی باطل ہے کہ امام ابو عوانہ نے بھی من طریق سفیان عند الرکوع ترک رفع کی حدیث بھی نقل کی ہے۔

(مسند ابی عوانہ ج1 ص334)

نیز امام محمد بن حارث القیروانی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر ہی سے دیگر طرق سے ترک رفع الیدین عند الرکوع کی سنداً صحیح حدیثیں نقل کی ہیں۔ (اخبار الفقہاء ص214، مسند ابی عوانہ: ج1 ص334، خلافیات البیہقی بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ للمغلطائی: ج5 ص1472)

دلیل نمبر9:

روی الإمام أبو عوانة يعقوب بن إسحاق الاسفرائني: قال حدثنا عبدالله بن ايوب الْمُخَرِّمِيُّ و سَعْدان بن نصر وشعيب بن عمر وفي آخَرِينَ قالوا حدثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعدما يرفع راسه من الركوع لايرفعهما وقال بعضهم ولايرفع بين السجدتين،

اسناده صحيح على شرط البخاري ومسلم

(مسند ابی عوانۃ ج1 ص334 بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیہ وللرکوع ولرفع رأسہ من الرکوع وأنہ لا یرفع بین السجدتین، رقم 1251، الخلافیات للبیھقی بحوالہ شرح سنن ابن ماجہ لمغلطائی ج5 ص1472 باب رفع الیدین اذارکع واذا رفع راسہ من الرکوع)

وقال الامام ابو عبدالله المغلطائي: حديث لاباس به. (شرح سنن ابن ماجہ لمغلطائی ج5 ص1472)

دلیل نمبر10:

روى الامام الحافظ ابوعبدالله محمد بن الحارث الخشني القيرواني: قال حدثني عثمان بن محمد قال قال لي عبيدالله بن يحيى حدثني عثمان بن سوادة ابن عباد عن حفص بن ميسرة عن زيد بن اسلم عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بمكة نرفع ايدينا في بدء الصلوة وفي داخل الصلوة عندالركوع فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم الى المدينة ترك رفع اليدين في داخل الصلوة عندالركوع وثبت على رفع اليدين في بدء الصلوة.

اسناده صحيح ورواته ثقات.

(اخبار الفقہاء والمحدثین للقیروانی: ص214 تحت رقم الترجمۃ 378 طبع بیروت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس روایت کے راوی محمد بن حارث نے روایت ذکر کرنے سے پہلے تصریح کی ہے:

وهو من غرائب الحديث واراه من شواذها (اخبار الفقہاء والمحدثین ص214)

یعنی یہ حدیث غریب بلکہ شاذ ہے۔ لہذا ضعیف وناقابل استدلال ہے۔

جواب اول:

غرابت وجہ ضعف نہیں ہے۔ ایسا ممکن ہے کہ حدیث غریب ہو اور صحیح بھی ہو۔ چنانچہ امام حاکم ایک حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

رواه البخاري في الجامع الصحيح ... وهو من غرائب الصحيح (معرفت علوم الحدیث: ص:94)

آگے لکھتے ہیں:

رواه مسلم في المسند الصحيح عن أبي بكر بن أبي شيبة وغيره عن سفيان وهو غريب صحيح (معرفت علوم الحدیث: ص95)

جواب ثانی:

غیر مقلدین اگر یہ کہیں کہ عثمان بن سوادہ (جس کا ترجمہ امام قیروانی لائے ہیں) غریب حدیث لاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری ومسلم کے بہت سے راوی غریب الحدیث ہیں: مثلاً

1: امام احمد بن صباح النهشلي .. ثقه، حافظ، له غرائب. (تقریب ج1 ص16)

2: امام ابراهيم بن اسحاق البناني .. صدوق، يَغْرُبُ (تقریب ص25 ج1)

3:امام اسباط بن نصر۔۔۔صدوق، کثیر الخطاء، یَغْرُبُ(تقریب ص40ج1)

4ابراھیم بن طہمان الخراسانی۔۔۔ثقہ، یَغْرُبُ(تقریب ص29ج1)

5:حکام بن سلم۔۔۔ثقہ، لہ غرائب(تقریب ص132ج1)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

جواب ثالث:

شاذ کی دو تعریفیں کی گئیں ہیں :

1: فأما الشاذ فإنه حديث يتفرد به ثقة من الثقات۔(معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119)

یعنی تفرد من الثقات کو شاذ کہا جاتا ہے لیکن یہ تعریف مرجوح ہے، راجح تعریف یہ ہے:

2: قال الشافعي ليس الشاذ من الحديث أن يروى الثقة ما لا يرويه غيره هذا ليس بشاذ إنما الشاذ أن يروى الثقة حديثا يخالف فيه الناس هذا الشاذ من الحديث (معرفت لعلوم الحدیث للحاکم ص119، مقدمۃ ابن الصلاح ص76 وغیرہ)

اسی کو حافظ ابن حجر نے راجح فرمایا ہے:

وهذا هو المعتمد في تعريف الشاذ بحسب الاصطلاح (نزہۃ النظر ص213، الشرح للقاری ص336)

مخالفت ثقات والی تعریف جو کہ راجح ہے حدیث ابن عمر پر صادق نہیں آتی کیونکہ کسی ثقہ راوی نے ایسی کوئی صحیح حدیث بیان نہیں کی جس میں وفات تک کے الفاظ مروی ہوں۔ لہذا یہ حدیث تفرد من الثقات کے قبیل سے ہے جو جمہور ائمہ فقہاء و محدثین کے ہاں بالاتفاق مقبول ہے:

قال الجمهور من الفقهاء وأصحاب الحديث زيادة الثقة مقبولة إذا انفرد بها (الکفایہ ص365)

لہذا شاذ و غریب ہونے کی جرح مردود ہے اور یہ حدیث صحیح اور حجت ہے۔

دلیل نمبر 11:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و سلم فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه و سلم فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ رضى الله عنهما اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه و سلم رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضُهُمَا الخ

(صحیح البخاری: ج1ص114، صحیح ابن خزیمۃ: ج1ص298)

اعتراض:

عدم ذکر سے نفی ذکر لازم نہیں آتا۔ محمد قاسم نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) نے لکھا: "مذکور نہ ہونا معدوم ہونے کی دلیل نہیں۔" اور سنن ابی داؤد میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد والے رفع یدین کا ذکر موجود ہے۔

جواب:

اولاً: ہمارا مؤقف یہ ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے، اس کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث میں حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا ذکر کرتے ہیں، باقی مقامات کا ذکر نہیں کرتے۔ اس سے ہمارا مؤقف ثابت ہے۔ نیز حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا قول اس استدلال کے خلاف نہیں، اس لیے کہ اصول ہے:

السكوت في معرض البيان بيان (مرعاۃ المصابیح لعبید اللہ المبارکپوری ج3 ص385، روح المعانی ج18 ص7)

وہ مقام جہاں ایک شے کو بیان کرنا چاہیے، وہاں اس کے بیان کو چھوڑنے کا مطلب اس شے کا عدم بیان کرنا ہوتا ہے۔

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نماز کے اس نقشہ کو بیان فرمارہے ہیں جو دیکھنے سے نظر آتا ہے کمافی الحدیث "رایتہ" (میں نے انھیں دیکھا)۔ اگر رفع الیدین عند الرکوع وبعد الرکوع ہوتا تو ضرور بیان کرتے۔ معلوم ہوا کہ یہ رفع یدین نہیں ہوتا تھا۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا قاعدہ مطلق ہے اور ہمارا بیان کردہ اصول ایک قید "فی معرض البیان" کے ساتھ مقید ہے۔ دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

ثانیاً: ابو داؤد کی محولہ روایت کا تفصیلی جواب تو غیر مقلدین کی دلیل نمبر 5 کے تحت آئے گا۔ مختصراً عرض ہے کہ اس روایت میں ایک راوی عبدالحمید بن جعفر ہے جو کہ ضعیف، خطاکار اور قدری ہے۔ امام نسائی، امام ابوحاتم، امام سفیان ثوری، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن معین، امام ابن حبان، امام ترمذی، امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس پر جرح کی ہے۔ نیز یہ روایت منقطع بھی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہ سے نہیں اور سنداً متناً بھی یہ روایت مضطرب ہے۔ لہذا یہ روایت ناقابلِ احتجاج ہے۔

دلیل نمبر 12:

روی الامام الحافظ المحدث مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری: حدثنا أبو بکر بن أبی شیبة وأبو کریب قالا حدثنا أبو معاویة عن الأعمش عن المسیب بن رافع عن تمیم بن طرفة عن جابر بن سمرة قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال مالی أراکم رافعی أیدیکم کأنها أذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاة

(صحیح مسلم ج1 ص181 باب الامر بالسکون فی الصلوۃ، السنن الکبری للبیہقی ج2 ص280 جماع ابواب الخشوع فی الصلوۃ والاقبال علیہا، صحیح ابن حبان ص584 رقم 1878 باب ذکر ما یستحب للمصلی رفع الیدین، سنن ابی داؤد ج1 ص150 باب فی السلام، سنن النسائی ج1 ص176 باب السلام بالایدی فی الصلوۃ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں حدیث جابر بن سمرہ میں اشارہ عند السلام فی التشہد سے منع کیا گیا ہے، ترک رفع الیدین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی لیے علماء نے اسے باب السلام میں ذکر کیا ہے نہ کہ باب رفع الیدین میں۔ نیز علماء دیوبند سے پہلے کسی نے بھی اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال نہیں کیا۔

جواب شق 1:

اس حدیث کا ترک رفع الیدین سے تعلق ہے، کیونکہ اس میں "اسکنوا فی الصلاۃ" کے الفاظ ہیں اور علامہ بدر الدین عینی اور امام زیلعی نے اس حدیث کے متعلق تصریح کی ہے: انما یقال ذلك لمن یرفع یدیه فی اثناء الصلوۃ وھو حالة الرکوع او السجود ونحو ذلك

(شرح سنن ابی داؤد للعینی ج3 ص297، نصب الرایہ ج1 ص472)

لہذا اس کا تعلق منع رفع یدین کے ساتھ ہے نہ کہ تشہد کے ساتھ۔

جواب شق 2:

علماء نے اس حدیث کو رفع یدین یا ترک رفع یدین کے باب میں بھی ذکر فرمایا ہے، مثلاً۔۔

1: علامہ زمخشری نے اس حدیث کو "باب لا ترفع الایدی فی الصلوۃ الا عند افتتاح الصلوۃ" میں ذکر کیا ہے۔

(رؤوس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج1 ص156)

3: امام ابو محمد علی بن زکریا المنبجی نے اس حدیث کو "باب لاترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منه" میں ذکر کیا ہے۔

(اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1 ص256)

4: امام ابو الحسن القدوری اس حدیث کو "باب لا ترفع الیدین فی تکبیر الرکوع" میں لائے ہیں۔ (التجرید للقدوری ج2 ص519)

جواب شق 3:

علماء وفقہاء نے اس حدیث سے نفی اور منع رفع یدین پر استدلال کیا ہے۔ مثلاً:

1: قال الامام النووی: وقال أبو حنیفة والثوری وابن ابی لیلی وسائر اصحاب الرأی لا یعرف یدیه فی الصلاة الا لتکبیرة الاحرام وهی روایة عن مالك واحتج لهم بحدیث البراء بن عازب رضی الله تعالی عنهما... وعن جابر بن سمرة رضی اللله عنه قال "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مالی اراکم رافعی ایدیکم

(المجموع شرح المهذب ج3 ص400 فصل فی مسائل مهمة تتعلق بقراءة الفاتحة)

2: قال الامام ابن عبد البر: وقد احتج بعض المتأخرین للکوفیین ومن ذهب مذهبهم فی رفع الیدین بما حدثنا... عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مالی أراکم (التمهید لابن عبد البر ج4 ص194)

3: امام ابو الحسن القدوری: (التجرید للقدوری ج2 ص519 باب لا ترفع الیدین فی تکبیر الرکوع)

4: علامہ زمخشری: (روس المسائل الخلافیہ بین الحنفیۃ والشافعیۃ ج1 ص156 باب لا ترفع الایدی فی الصلوۃ الا عند افتتاح الصلوۃ)

5: امام ابو محمد علی بن زکریا المنبجی: (اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب ج1 ص256 باب لا ترفع الایدی عند الرکوع ولا بعد الرفع منہ)

6: علامہ زیلعی۔ (نصب الرایہ ج1 ص472)

7: علامہ عینی۔ (شرح سنن ابی داود ج3 ص29)

8: ملا علی قاری۔ (فتح باب العنایہ ج1 ص258)

دلیل نمبر 13:

روی الامام الحافظ المحدث أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوی: قال حدثنا ابن ابی داؤد قال حدثنا نعیم بن حماد قال ثنا الفضل بن موسی قال ثنا ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر وعن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة وعند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبمزدلفة عند الجمرتین۔

وبه قال حدثنا فهد ثنا الحمانی قال المحاربی عن ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله.

(سنن الطحاوی ج1 ص416 باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت، المعجم الکبیر للطبرانی ج5 ص428 رقم الحدیث 11904، صحیح ابن خزیمۃ ج4 ص209 رقم 2703 باب کراہیۃ رفع الیدین عند رؤیۃ البیت)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابن عباس اور ابن عمر کی سند میں قاضی ابن ابی لیلی ہے، اور یہ ضعیف ہے۔

جواب:

امام ابن ابی لیلی کی جمہور ائمہ نے تعدیل وتوثیق کی ہے، مثلاً

1: امام احمد بن یونس [شیخ البخاری]: کان أفقه أهل الدنیا. (میزان الاعتدال ج4 ص175، تذکرۃ الحفاظ ج1 ص129)

2: امام زائدۃ: کان أفقه أهل الدنیا. (سیر اعلام النبلاء ج6 ص311)

3: امام أحمد بن عبد اللہ العجلی: كان فقيها صدوقا، صاحب سنة، جائز الحديث، قارئا عالما، قرأ عليه حمزة الزيات
(میزان الاعتدال ج4ص175، تہذیب التہذیب)

4: امام ابو یوسف القاضی: ما ولی القضاء أحد أفقه فی دين الله، ولا أقرأ لكتاب الله، ولا أقول حقا بالله، ولا أعف عن الاموال - من ابن أبي ليلى. (میزان الاعتدال ج4ص176)

5: امام ابو حاتم الرازی: محله الصدق كان سيئ الحفظ (الجرح والتعدیل ج7ص322)

6: امام ابو زرعہ الرازی: هو صالح ليس باقوى ما يكون(الجرح والتعدیل ج7ص322)

7: امام عطاء بن ابی رباح: قال ابن أبي ليلى: دخلت على عطاء، فجعل يسألني، فكأن أصحابه أنكروا عليه ذلك، وقالوا: تسأله؟ قال: وما تنكرون؟ هو أعلم مني.(میزان الاعتدال ج4ص176)

8: حافظ ابن حجر: له ذكر فی الاحكام من صحيح البخاری قال أول من سأل على كتاب القاضی البينة ابن أبي ليلى وسوار.
(تہذیب التہذیب ج5ص706)

9: امام سفیان الثوری: فقهاؤنا ابن أبي ليلى وابن شبرمة(تہذیب التہذیب ج5ص707)

10: امام ترمذی: کئی مقامات پر اس کی حدیث کو حسن صحیح فرمایا ہے۔
(باب ماجاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جنبا، باب ماجاء متى تقطع التلبية في العمرة، باب ماجاء في كراهية الشرب في آنية الذهب والفضة وغيره)

11: امام ذہبی: حديثه فی وزن الحسن(تذکرۃ الحفاظ ج1ص128)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام ابن ابی لیلی عند الجمہور فقیہ، ثقہ، صدوق اور عادل ہے۔ چونکہ ان پر کچھ جرح بھی ہے (کمامر) اس لیے اصولاً یہ حسن الحدیث درجے کا راوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی نے تصریح کی ہے کہ امام ابن ابی لیلی حسن الحدیث ہیں اور جب دیگر احادیث اس کی روایت کی متابعت کریں تو یہ درجہ صحیح کو پہنچ جائے گی۔ یہی بات علامہ شاکر غیر مقلد نے لکھی ہے:

و مثل هذا [ابن ابی ليلى]لا يَقِلُّ حديثُه عن درجة الحسن المحتج به و اذا تابعه غيره كان الحديث صحيحا
(شرح جامع الترمذی لاحمد محمد شاکر غیر مقلد بحوالہ نور الصباح ج1ص166،167)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے اور حدیث حسن درجہ کی ہے اور حجت ہے۔

احادیث موقوفہ

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ترک رفع یدین:

دلیل نمبر 1:

روى الامام الحافظ المحدث ابويعلى أحمد بن على بن المثنى الموصلى التميمي : قال حدثنا اسحاق بن ابى اسرائيل حدثنا محمد بن جابر عن حماد عن ابراهيم عن علقمه عن عبدالله قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر فلم يرفعوا ايديهم الا عند افتتاح الصلوة وقد قال محمد فلم يرفعوا ايديهم بعد التكبيرة الاولى،

تحقيق السند: اسناده حسن ورواته ثقات

(مسند ابی یعلی ص922رقم الحدیث 5036، کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص693،692رقم154، الکامل لابن عدی ج7ص337رقم الترجمۃ 1646)

ملحوظہ: اس روایت کے ایک راوی محمد بن جابر پر غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں۔ اس کا جواب احادیث مرفوعہ دلیل نمبر 5 کے تحت گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر2:

روی الامام الحافظ الفقیہ ابوعبداللہ محمد بن حسن الشیبانی: قال اخبرنا ابوبکر بن عبداللہ النہشلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ وکان من اصحاب علی ان علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولیٰ التی یفتتح بہا الصلوۃ ثم لایرفعھما فی شیئ من الصلوۃ

تحقیق السند: اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات۔

(موطاامام محمد ص94 باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجۃ: ج1 ص76 باب افتتاح الصلوۃ و ترک الجھر، المدونۃ الکبری ج1 ص166 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام)

اعتراض :

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے، کیونکہ امام بخاری نے عبد الرحمن بن مہدی کا قول نقل فرمایا ہے:

قال عبدالرحمن بن مھدی ذکرت للثوری حدیث النھشلی عن عاصم بن کلیب فانکرہ (جزء رفع الیدین ص267)

نیز ابو بکر النہشلی ضعیف راوی ہے۔

جواب نمبر1:

امام بخاری نے امام سفیان ثوری سے اس جرح کی سند متصل بیان نہیں کی ،لہذا اس جرح کی سند منقطع ہونے کی وجہ سے یہ جرح ناقابل قبول ہے۔مزید یہ کہ امام عبد الرحمن بن مہدی سے امام بخاری کی ملاقات ثابت نہیں۔کیونکہ امام بخاری کی پیدائش سن 194ھ میں بخارا میں ہوئی اور امام عبد الرحمن بن مہدی کی وفات سن 198ھ میں بصرہ میں ہوئی۔

جواب نمبر2:

اس حدیث کا مدار امام ابو بکر النہشلی کوفی پر ہے جو عند الجمہور ثقہ ،صالح ،حافظ ،صدوق ،ثبت ،حسن الحدیث ہیں۔آپ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج6 ص315، تاریخ الثقات للعجلی ص493، المعرفت والتاریخ ج3 ص237، صحیح مسلم ج1 ص213، الجرح والتعدیل ج9 ص407)

لہذا حدیث علی صحیح اور حجت ہے۔

جواب نمبر3:

امام سفیان ثوری کوفی م 161ھ خود ترک رفع الیدین پر عامل ہیں۔(فقہ سفیان ثوری ص560، عمدۃ القاری ج4 ص380)

اور ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے نقل کرتے ہیں۔(سنن النسائی ج1 ص162،161 باب الرخصۃ فی ترک ذلک)

امام ابو بکر نہشلی کوفی (م166ھ) بھی ترک کی روایت عاصم بن کلیب سے ہی نقل کرتے ہیں (موطاامام محمد ص94)

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جس روایت کو امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذہب کی بنیاد بناتے ہیں اس کا انکار کر بیٹھیں؟!!پس یہ جرح باطل ہے۔

دلیل نمبر3:

روی الامام زید بن علی بن الحسین بن علی الھاشمی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی الی فروع اذنیہ ثم لایرفعھما حتی یقضی صلوٰتہ۔

تحقیق السند: اسنادہ صحیح و راتہ ثقاۃ

(مسند الامام زید ص89 باب التکبیر فی الصلوۃ، ص149 باب الصلوۃ علی المیت و کیف یقال ذلک)

دیگر صحابہ کرام اور ترک رفع یدین :

دلیل نمبر 1:

روی الامام الاعظم ابوحنیفة التابعی الکوفی : عن حماد عن ابراھیم عن الاسود ان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لایعود لشیئ من ذالك.

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ الحارثی ج2 ص502 رقم الحدیث 801، جامع المسانید بروایۃ الخوارزمی ج1 ص355 رقم 1867، مختصر خلافیات البیہقی لاحمد بن فرح ج2 ص77)

دلیل نمبر 2:

روی الامام أبو بکر عبداللہ بن محمد بن أبي شیبة العبسی الکوفی : قال حدثنا ابوبکر بن عیاش عن حصین عن مجاھد قال ما رایت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی اول ما یفتتح.

تحقیق

السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص268 رقم 13 باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود)

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عیاش] الخ

(ج1 ص274 باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

دلیل نمبر 3:

روی الامام ابوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوی : قال حدثنا ابن ابی داؤد قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابوبکر بن عیاش عن حُصَيْنٍ عن مجاھد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوۃ.

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(سنن الطحاوی ج1 ص163 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

فائدہ: یہ طریق صحیح بخاری میں بھی موجود ہے: أَبُو بَكْرٍ [ابْنِ عَيَّاشٍ] عَنْ حُصَيْنٍ الخ (ج2 ص725 باب قولہ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی ابو بکر بن عیاش ہے۔ اس کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔

جواب نمبر 1:

امام ابو بکر بن عیاش صحیح بخاری، صحیح مسلم (مقدمہ) اور سنن اربعہ کے راوی ہیں اور عند الجمہور ثقہ ہیں۔ مثلاً:

امام عبداللہ بن مبارک: أثنی علیہ۔

امام احمد بن حنبل: صدوق صالح صاحب قرآن وخبر.. ثقة

امام بخاری: اخرج عنہ فی صحیحہ

امام مسلم: اخرج عنہ فی صحیحہ

امام ابن خزیمۃ: اخرج عنہ فی صحیحہ

عثمان الدارمی: من أهل الصدق والامانة

امام ابوحاتم الرازی: أصح کتابا... أبو بكر أحفظ منه [ای من عبد الله بن بشر] وأوثق

امام ابن حبان: ذكره في الثقات

امام عبد اللہ بن عدی: لم أجد له حديثا منكرا

امام العجلی: كان ثقة قديما صاحب سنة وعبادة

امام ابن سعد: وكان ثقة صدوقا عارفا بالحديث والعلم

امام ثوری، امام ابن المبارک، امام ابن مہدی: يثنون عليه

امام یعقوب بن شیبۃ: شيخ قديم معروف بالصلاح البارع وكان له فقه كثير وعلم بأخبار الناس ورواية للحديث

امام الساجی: صدوق يهم. (تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی: ج7 ص308 تا ص311)

نیز آپ اس روایت کے بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ امام محمد حسن بن الشیبانی ثقہ وصدوق نے ان کی متابعت معنوی کی ہے۔ مثلاً:

قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزيز بن حكيم قال رايت ابن عمر يرفع يديه حذاء اذنيه في اول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما فيما سوى ذلك۔ (موطا امام محمد ص93 باب افتتاح الصلوۃ، کتاب الحجہ لامام محمد ج1 ص76 باب افتتاح الصلوۃ)

پس الزام اختلاط باطل ہے۔

جواب نمبر 2:

امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ مختلط راوی کے متعلق ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں:

وحكم المختلط أنه لا يُحتج بما روى عنه في الاختلاط أو شك في وقت تحمله، ويحتج بما روى عنه قبل الاختلاط، وما كان في الصحيحين عنه محمول على الأخذ عنه قبل اختلاطه. (تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1 ص242)

یعنی جو راوی اختلاط کا شکار ہو گئے ہوں تو امام بخاری ومسلم ان کے ایسے شاگردوں کی روایتیں تخریج کرتے ہیں جن کا سماع قبل الاختلاط والتغیر ہوتا ہے۔ ہماری پیش کردہ روایت "ابن أبي شيبة عن ابی بکر بن عياش" اور "احمد بن یونس عن ابی بکر بن عياش" کے طریق سے مروی ہے اور یہی طریق صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

1: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عياش] الخ (ج1 ص274 باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان)

2: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ [بن عياش] الخ (ج2 ص725 باب قولہ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ)

لہذا یہ بات بالتحقیق ثابت ہوئی کہ حدیث ابن عمر من طریق ابی بکر بن عیاش قبل الاختلاط والتغیر کی ہے، پس اعتراض باطل ہے۔

دلیل نمبر 4:

قال الامام محمد الشيباني: ان فقيههم [اهل المدينة] مالك بن انس قد روى عن نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ وابی جعفر القاری انهما اخبراه ان ابا هريرة رضی الله عنه كان يصلي بهم فيكبر كلما خَفَضَ ورفع، قالا: وكان يرفع يديه حين يكبر ويفتتح الصلوة. فهذا حديثكم [يا اهل المدينة] موافق لعلى وابن مسعود رضی الله عنهما لا حاجة بنا معهما الى قول ابی هريرة ونحوه ولكنا احتججنا عليكم بحديثكم. (کتاب الحجۃ للامام محمد ج1 ص75 باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر بسم اللہ، وموطا الامام محمد ص90 باب افتتاح الصلوۃ)

تحقيق السند: اسناده صحيح على شرط الشيخين

دلیل نمبر5:

قد روی الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبد الله بن محمد بن أبي شیبة العبسی الکوفی : قال حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال لاترفع الایدی الافی سبع مواطن اذا قام الی الصلوة واذا رای البیت وعلی الصفاوالمروة وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط البخاری۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص268،267 رقم الحدیث 11 باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود،)

1500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ترک رفع الیدین:

کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آباد کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد آ کر قیام پذیر ہوئی۔ مؤرخین نے ان کی تعداد 1500 بیان کی ہے۔ چنانچہ امام احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی م 261ھ فرماتے ہیں:

نزل الکوفة الف وخمس مائة من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم (تاریخ الثقات للعجلی ص517 باب فیمن نزل الکوفۃ وغیرھا من الصحابۃ)

اور کوفہ میں قیام پذیر تمام حضرات نے شروع نماز کے علاوہ رفع یدین چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے:

1: قال ابن عبد البر م 463ھ : قال الامام ابوعبدالله محمد بن نصر الْمَرْوَزِیُّ فی کتابه فی رفع الیدین من الکتاب الکبیر: لانعلم مصرا من الامصار یُنسَب الی اهله العلمُ قدیماً ترکوا باجماعهم رفع الیدین عند الخفض والرفع فی الصلوة الا اهل الکوفة

(التمہید لابن عبد البر ج4 ص187، الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ)

2: قال الامام المحدث ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی : وبه [ترك رفع الیدین]یقول غیرواحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة،

(جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع، مختصر الاحکام للطوسی ج2 ص104)

احادیث مقطوعہ

دلیل نمبر1:

قد روی الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبد الله بن محمد بن أبي شیبة العبسی الکوفی : قال حدثنا ابن مبارك عن اشعث عن الشعبی انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لایرفعهما

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود، سنن الطحاوی ج1 ص164 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

دلیل نمبر2:

روی الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبد الله بن محمد بن أبي شیبة العبسی الکوفی : قال حدثنا یحیی بن سعید عن اسماعیل قال کان قیس [بن ابی حازم البجلی الکوفی] یرفع یدیه اول مایدخل فی الصلوة ثم لایرفعهما،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1 ص267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود، رقم 10)

دلیل نمبر 3:

روی الامام الفقیہ محمد بن الحسن الشیبانی: قال اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن حماد عن ابراهیم النخعی قال لاترفع یدیك فی شیئ من الصلوۃ بعد التکبیرۃ الاولی

تحقیق السند: اسنادہ صحیح رواتہ ثقات۔

(موطا الامام محمد ص 92 باب افتتاح الصلوۃ)

دلیل نمبر 4:

روی الامام الحافظ المحدث أبو بکر عبد اللہ بن محمد بن أبی شیبۃ العبسی الکوفی: عن الحجاج عن طلحۃ عن خَیْثَمَۃَ وابراهیم قال کانا لایرفعان ایدیهما الا فی بدء الصلوۃ،

تحقیق السند: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود)

دلیل نمبر 5:

روی الامام ابن ابی شیبۃ: قال حدثنا معاویۃ بن ہشیم عن سفیان بن مسلم الْجُهَنِیّ قال کان ابن ابی لیلی یرفع یدیہ اول شیئ اذا کبر،

تحقیق السند: اسنادہ جید

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج 1 ص 268 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود)

دلیل نمبر 6:

روی الامام ابن ابی شیبۃ قال حدثنا وکیع وابو اسامۃ عن شعبۃ عن ابی اسحاق قال کان اصحاب عبد اللہ واصحاب علی لایرفعون ایدیهم الا فی افتتاح الصلوۃ، قال وکیع ثم لایعودون

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج 1 ص 267 باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لا یعود،، الاوسط فی السنن لابن المنذر ج 3 ص 149، 148، رقم الحدیث 1391 باب ذکر رفع الیدین عند الرکوع وعند الرفع)

بلاد اسلامیہ اور ترک رفع الیدین

اہل مدینہ اور ترک رفع الیدین:

امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ کے فقیہ ہیں، آپ فرماتے ہیں:

لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ، لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ۔۔۔قال ابن القاسم: وکان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام۔

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج 1 ص 165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج 4 ص 187)

اہل کوفہ اور ترک رفع الیدین:

1: قال الامام الحافظ ابن عبد البر القرطبی م 463ھ: قال الامام ابو عبد اللہ محمد بن نصر الْمَرْوَزِیُّ فی کتابہ فی رفع الیدین من الکتاب الکبیر: لانعلم مصرا من الامصار یُنسَب الی اهلہ العلمُ قدیماً ترکوا باجماعهم رفع الیدین عند الخفض والرفع فی

الصلوۃ الا اھل الکوفۃ (التمہید لابن عبد البر ج4 ص187، الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ)

2: وقال ایضاً: فقال مالک فیما روی عنہ ابن القاسم یرفع للإحرام عند افتتاح الصلاۃ ولا یرفع فی غیرھا ... وھو قول الکوفیین ابی حنیفۃ وسفیان الثوری والحسن بن حُیَیٍّ وسائر فقھاء الکوفۃ قدیماً وحدیثاً۔

(الاستذکار لابن عبد البر ج1 ص408 باب افتتاح الصلوۃ، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

ائمۂ مجتہدین اور ترک رفع الیدین

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ م150ھ:

قال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ اذا افتتح الرجل الصلوۃ کبر ورفع یدیہ حذو اذنیہ فی افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فی شیئ من تکبیر الصلوۃ غیر تکبیرۃ الافتتاح

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1 ص74 باب افتتاح الصلوۃ وترک الجہر ببسم اللہ، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود الخ)

امام سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ م161ھ:

قال الامام سفیان الثوری: ویرفع یدیہ الی حذاء اذنیہ مع ھذہ التکبیرۃ ثم لا یرفعھما ابدا مع غیر ھذہ التکبیرۃ

(فقہ سفیان الثوری ص560، جزء رفع الیدین للبخاری ص128 رقم الحدیث 133)

امام مالک بن انس المدنی م179ھ:

قال الامام الفقیہ مالک بن انس المدنی :لا اعرف رفع الیدین فی شیئ من تکبیر الصلوۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوۃ...قال ابن القاسم: وکان رفع الیدین عند مالک ضعیفا الا فی تکبیرۃ الاحرام

(المدونۃ الکبری للامام مالک ج1 ص165 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام، التمہید لابن عبد البر ج4 ص187)

امام ابویوسف القاضی م181ھ:

[ترک رفع الیدین مع تکبیرۃ النھوض و تکبیرۃ الرکوع] وھو قول ابی حنیفۃ و ابی یوسف و محمد رحمھم اللہ تعالی

(سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ)

امام محمد بن حسن الشیبانی م189ھ:

قال الامام ابو سلیمان الجوزجانی رحمہ اللہ: قلت: أرأیت الرجل اذا صلی ھل یرفع یدیہ فی شیئ من تکبیرۃ الصلوۃ حین یرکع او حین یسجد او حین یرفع راسہ من الرکوع او حین یرفع راسہ من السجود ؟ قال: [الامام محمد بن الحسن الشیبانی] لا یرفع یدیہ فی شیئ من ذلک الا فی التکبیرۃ التی یفتتح بھا الصلوۃ۔

(کتاب الاصل المعروف بالمبسوط للامام محمد ج1 ص13 باب افتتاح الصلوۃ ومایصنع الامام، موطا امام محمد ص90، 91، سنن الطحاوی ج1 ص165 باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع الخ

غیر مقلدین کے دلائل کے جوابات

دلیل نمبر 1:

وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ إِمْلاَءً حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ : عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلاَّبُ بِهَمَذَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ : مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِىُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ أَبِى مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ بْنُ حَاتِمٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنِ الأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ عَنْ عَلِىِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ : قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- (إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ) قَالَ

النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِجِبْرِيلَ :« مَا هَذِهِ النَّحِيرَةِ الَّتِي أَمَرَنِي بِهَا رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ : إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَحِيرَةٍ ، وَلَكِنَّهُ يَأْمُرُكَ إِذَا تَحَرَّمْتَ لِلصَّلاَةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ ، وَإِذَا رَكَعْتَ ، وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ ، فَإِنَّهَا صَلاَتُنَا وَصَلاَةُ الْمَلاَئِكَةِ الَّذِينَ فِي السَّمَوَاتِ السَّبْعِ. (السنن الکبری للبیہقی ج2 ص76، 75 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهُ)

جواب نمبر1:

یہ روایت موضوع ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی "اسرائیل بن حاتم الرازی" ہے۔ اس کے متعلق امام ابن حبان نے تصریح کی ہے کہ یہ موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا:

روی عن مقاتل الموضوعات والاوابد والطامات (میزان الاعتدال ج1 ص229 رقم الترجمہ 977)

اور موضوع روایات کی مثال میں یہی روایت پیش کی ہے۔

امام مطہر بن طاہر المقدسي فرماتے ہیں: إسرائيل بن حاتم ومقاتل بن حبان والإصبع بن نباتة لا تقوم بهم حجة.

(کتاب معرفۃ التذکرۃ لابن طاھر المقدسي ص50)

دوسرا راوی "اَصْبَغ بْن نُبَاتَة" ہے، یہ بھی سخت مجروح ہے۔ مثلاً:

كذاب، ليس بثقة، ليس بشيء، متروك، كان يقول بالرجعة، فتن بحب علي، فأتى بالطامات، فاستحق من أجلها الترك.

(میزان الاعتدال ج1 ص285 رقم الترجمہ 1188)

جواب نمبر2:

محققین نے بھی اسے باطل اور ناقابل اعتبار قرار دیا۔ امام بیہقی نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا وَالِاعْتِمَادُ عَلَى مَا مَضَى (السنن الکبری للبیہقی: ج2 ص76)

کہ روایت مروی تو ہے لیکن اعتماد اس روایت پر ہے جو پہلے بیان ہو چکی۔ (یعنی اس روایت پر اعتماد نہیں کیا)

امام ابن حبان اور علامہ ابن الجوزی نے بھی اس روایت کو موضوع اور باطل قرار دیا ہے۔

(کتاب المجروحین لابن حبان ج1 ص200، الموضوعات لابن جوزی ج2 ص24)

دلیل نمبر2:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هَكَذَا (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ)

جواب نمبر1:

حضرت مالک بن الحویرث سے سجدوں کی رفع یدین بھی مروی ہے:

اذا سجد و اذا رفع راسه من السجود حتى يحاذي بهما فروع اذنيه

(سنن النسائی ج1 ص165 باب رفع الیدین للسجود، سنن النسائی ج1 ص172 باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولی، مسند احمد بن حنبل ج3 ص533 رقم الحدیث 15606، 15610، السنن الکبری للنسائی ج1 ص228 باب رفع الیدین للسجود رقم الحدیث 672، 673، 674، مسند ابی عوانہ ج1 ص336، رقم الحدیث 1263، مشکل الآثار للطحاوی ج2 ص29، رقم الحدیث 631، 632، 633)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے اور سجدوں کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2:

حضرت مالک بن الحویرث سن 9ھ میں 20 دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر اپنے وطن چلے گئے۔

(صحیح البخاری ج1 ص87،88 مع فتح الباری ج2ص145،ج8ص138)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم نے واضح گواہی دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔(دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر3:

اس روایت میں رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن دوام ثابت نہیں، آپ کا مقصد دوام کو ثابت کرنا ہے۔

دلیل نمبر3:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ (صحیح البخاری ج1 ص102 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مَعَ الِافْتِتَاحِ سَوَاءً)

جواب نمبر1:

حضرت عبد اللہ بن عمر سے سجدوں کی رفع یدین، دو سجدوں کے درمیان کی رفع الیدین بلکہ ہر اونچ نیچ کی رفع الیدین بھی مروی ہے:

یرفع یدیہ فی الرکوع و السجود۔ کان یرفع یدیہ فی کل خفض ورفع و رکوع و سجود و قیام و قعود بین السجدتین۔۔۔ اذا رکع و اذا سجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266 باب من کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ، مشکل الآثار للطحاوی ج2ص20رقم الحدیث 24، جزء رفع الیدین للبخاری ص48رقم 83، المعجم الاوسط للطبرانی ج1ص83)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2 :

حضرت عبد اللہ بن عمر سے ترک رفع الیدین عند الرکوع والسجود کی حدیث سنداً صحیح موجود ہے (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

معلوم ہوا کہ رفع یدین ترک ہو چکی تھی اسی لیے تو ترک کی احادیث روایت کی ہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں رفع یدین کا ثبوت تو ہے لیکن دوام ثابت نہیں، آپ کا مقصد دوام کو ثابت کرنا ہے۔

جواب نمبر4:

یہ حدیث غیر مقلدین کے پورے عمل کی دلیل نہیں۔ اس لیے کہ اس میں ان کے قول و فعل کی یہ باتیں نہیں ہیں:

(1):دس مرتبہ کی نفی اور اٹھارہ کا ثبوت

(2) اس رفع الیدین کی فرض یا واجب ہونے کی تصریح

(3):وفات تک کے لفظ

(4):حدیث کی صحت آپ کی دو دلیلوں یعنی قرآن وحدیث سے

(5):یہ حکم کہ جو یہ رفع یدین نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی

دلیل نمبر4:

حدثنا زهير بن حرب حدثنا عفان حدثنا همام حدثنا محمد بن جحادة حدثني عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولى لهم أنهما حدثاه عن أبيه وائل بن حجر أنه: رأى النبي صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل في الصلاة كبر وصف همام حيال أذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على اليسرى فلما أراد أن يركع أخرج يديه من الثوب ثم رفعهما ثم كبر فركع فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه۔

(صحیح مسلم ج1 ص173 باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الإحرام، رفع الیدین للبخاری ص30، سنن ابی داوٗد ج1 ص112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر1:

حضرت وائل بن حجر سے ہر تکبیر کے ساتھ اور سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت بھی صحیح حدیث میں ہے:

و اذا رفع راسه من السجود ایضاً رفع یدیه حتی فرغ من صلوته ۔۔۔ واذا رکع و اذا سجد ۔۔۔ رفع یدیه مع کل تکبیرة

(سنن ابی داوٗد ج1 ص112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ص78،79 رقم الحدیث 2619، المعجم الکبیر للطبرانی ج9 ص150 رقم الحدیث 17529)

غیر مقلدین خود اس روایت پر پورا عمل نہیں کرتے کیونکہ باقی مقامات کی رفع یدین چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے ہاں بھی معمول بہا نہیں۔

جواب نمبر2:

حضرت وائل بن حجر جب حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لائے تو واپس جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند نمازیں پڑھی ہیں۔ ان نمازوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ صرف شروع کے رفع الیدین کی تصریح تو کرتے ہیں لیکن باقی مقامات کا رفع الیدین بیان نہیں کرتے۔ اگر باقی مقامات کا رفع الیدین باقی رہا ہو تا تو ضرور بیان کرتے۔ ثابت ہوا کہ باقی مقامات کا رفع الیدین ترک ہو چکا تھا۔ چنانچہ سنن ابی داوٗد میں ہے:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- حِينَ افْتَتَحَ الصَّلاَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ - قَالَ - ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ۔ (سنن ابی داوٗد ج1 ص112 باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ)

جواب نمبر3:

حضرت وائل بن حجر کے وطن واپس جانے کے 80 یا 90 دن بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

(رسول اکرم کی نماز از اسماعیل سلفی ص53)

لہذا ان تین مہینوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالیقین رکوع اور سجود کی رفع یدین ترک کر دی تھی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلسل رہنے والے صحابہ کرام سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عمر، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے علاوہ تمام نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دلائل احناف میں ان کے حوالہ جات گزر چکے ہیں)

دلیل نمبر5:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِى ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِى مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِىَّ فِى عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلاَةِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم. قَالُوا فَلِمَ فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ

تَبَعًا وَلاَ أَقْدَمَنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ بَلَى. قَالُوا فَاعْرِضْ. قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلاَ يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلاَ يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ « سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ». ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلاً ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ « اللَّهُ أَكْبَرُ ». وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلاَتِهِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. قَالُوا صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي صلى الله عليه وسلم (سنن ابی داود ج1 ص113 باب افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی عبد الحمید بن جعفر ہے۔ ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے:

امام ابو حاتم الرازی: لا یحتج بہ (میزان الاعتدال للذہبی ج2 ص539)

امام ابن حبان: ربما أخطأ (کتاب الثقات لابن حبان ج7 ص122)

امام یحیی بن سعید القطان: یضعفه (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزي ج2 ص84)

امام سفیان الثوری: یضعفه (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزي ج2 ص84)

علامہ ابن حجر: رمی بالقدر وربما وھم (تقریب التہذیب ص333)

امام نسائی: لیس بالقوی (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص211)

امام یحی بن معین: وکان یری القدر (تہذیب الکمال للمزي ج6 ص30)

یہ تقدیر کا منکر بدعتی راوی ہے۔

اور قدریوں کے متعلق امام مالک بن انس رحمہ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے:

لا یصلی خلف القدریة ولا یحمل عنھم الحدیث ۔ (الکفایہ فی علم الروایہ ص124)

پس روایت ضعیف ہے۔

جواب نمبر2:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح البخاری میں موجود ہے (دلائل اہل السنت احناف میں دلیل نمبر 11 کے تحت موجود ہے)

لیکن اس میں شروع نماز میں رفع الیدین کا تو ذکر ہے بعد والی رفع الیدین کا ذکر نہیں۔ کیونکہ اس میں عبد الحمید بن جعفر موجود نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ تکبیر تحریمہ والا رفع الیدین عبد الحمید بن جعفر کی خطاء کی وجہ سے زائد ہوا ہے، پس نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر6:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ -رضى الله عنه- عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ

رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.۔(سنن ابی داؤد ج1ص115،116)

جواب:

اس روایت کی سند میں ایک راوی "عبد الرحمن بن ابی الزناد" ہے جو کہ خطاکار، مضطرب الحدیث، ضعیف اور مجروح عند الجمہور ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام احمد بن حنبل: مضطرب الحديث (الجرح والتعدیل ج5ص252)

امام یحییٰ بن معین: لا يحتج بحديثه، ضعيف. (الجرح والتعدیل ج5ص252، کتاب المجروحین لابن حبان ج2ص56)

امام نور الدین الہیثمی: ضعفه الجمهور (مجمع الزوائد ج4ص406)

امام ابو حاتم الرازی: يكتب حديثه ولا يحتج به (الجرح والتعدیل ج5ص252)

امام النسائی: ضعيف (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص207)

امام ابن حبان: كان ممن ينفرد بالمقلوبات عن الاثبات، وكان ذلك من سوء حفظه و كثرة خطئه (کتاب المجروحین: ج2ص56)

امام علی بن المدینی: كان عند أصحابنا ضعيفا (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام عبد الرحمن بن المہدی: خطط على أحاديث عبد الرحمن بن أبي الزناد (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام محمد بن سعد: كان يضعف لروايته عن أبيه (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام صالح بن محمد: قد روى عن أبيه أشياء لم يروها غيره (تاریخ بغداد ج10ص228)

امام زکریا بن یحیی الساجی: فيه ضعف (تاریخ بغداد ج10ص228)

علامہ ابن حجر: صدوق، تغير حفظه لما قدم بغداد (تقریب لابن حجر)

پس روایت ضعیف ہے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع صحیح السند روایت میں صرف تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کا ذکر ہے (دلائل احناف میں دلیل نمبر 1) معلوم ہوا کہ اس میں رفع یدین کا ذکر کرنا عبد الرحمن بن ابی الزناد کی خطا کی وجہ سے ہے جو نا قابل حجت ہے۔

دلیل نمبر 7:

حضرت عبد اللہ بن زبیر فرماتے ہیں:

صليت خلف أبي بكر الصديق رضى الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وقال أبو بكر: صليت خلف رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع. (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص73)

جواب نمبر 1:

اولاً......... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باسندِ حسن ترک رفع یدین ثابت ہے۔ (دیکھیے دلائل اہل السنت والجماعت؛ مرفوع دلیل نمبر 5)

ثانیاً......... اس کی سند میں ایک راوی ابو النعمان محمد بن فضل سدوسی المعروف "عارم" ہے۔ تقریباً 213ھ میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا [المیزان للذہبی: ج4ص7 وغیرہ] جس کی وجہ سے یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا اور اس کی عقل زائل ہو گئی تھی۔ اس لیے اس راوی پر امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ سمیت دیگر بہت سے محدثین نے یہی جرح کی ہے۔ مثلاً:

1:امام بخاری م252:

محمد بن الفضل ابو النعمان السدوسی البصری یقال له عارم تغیر بآخرہ۔(تاریخ الکبیر للبخاری ج1ص208رقم الترجمۃ654)

2: امام ابوداود م275ھ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ص122،121)

3: امام ابوحاتم الرازی م277ھ (الجرح والتعدیل للرازی ج8ص70،69،سیر اعلام النبلاء للذھبی ج7ص464)

4: امام موسی بن حماد (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ص122،الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب ص136)

5: امام ابراھیم الحربی م285ھ (الکفایہ فی علم الروایہ للخطیب136،الکواکب النیرات لابن الکیال ص99)

6: امام عقیلی م322ھ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ص121وغیرہ)

7: امام ابن ابی حاتم الرازی م327ھ (الجرح والتعدیل للرازی ج8ص69)

8: امام امیۃ الاھوازی(الضعفاء الکبیر للعقیلی ج4ص123وغیرہ)

9:امام ابن حبان م354ھ (تہذیب التہذیب لابن حجر ج5ص258،سیر اعلام النبلاء للذھبی ج7ص465،الضعفاء والمتروکین لابن جوزی ج2ص91-92)

11: امام ابوالولید الباجی م474ھ(التعدیل والتجریح للباجی ج2ص676،675)

12: امام ابن الجوزی م598ھ (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج3ص92،91)

13: امام ابن الصلاح م642ھ (مقدمۃ ابن الصلاح ص368)

14: امام نووی 676 (تقریب مع التدریب ج2ص329،323)

15: امام ابوالحجاج المزی م742ھ (تہذیب الکمال للمزی ج9ص273،272)

16: امام ذھبی م748ھ (العبر للذھبی ج1ص195،تذکرۃ الحفاظ للذھبی ج1ص301)

17: امام ابن کثیر الدمشقی م774ھ (اختصار علوم الحدیث:ص239)

18: امام عراقی م804ھ (فتح المغیث للعراقی ص460،459،454)

19: امام ابن حجر عسقلانی م852ھ (تقریب لابن حجر ج2ص547،تہذیب لابن حجر ج5ص258)

20: امام ابوبکر سیوطی م911ھ (تدریب الراوی للسیوطی ج2ص323،329)

21: امام احمد بن عبداللہ الخزرجی م923ھ (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص356)

22: امام محمد بن احمد الکیال م926ھ (الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات لابن الکیال ص98،97)

23: امام ابن العماد الحنبلی م1089ھ (شذرات الذھب لابن العماد ج2ص159)

مندرجہ بالا ائمہ کے نزدیک محمد بن فضل سدوسی مختلط اور متغیر الحافظہ راوی ہے اور اس مختلط راوی[محمد بن فضل]کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے:

اختلط فی آخر عمرہ حتی کان لا یدری ما یحدث بہ فوقع فی حدیثہ المنا کیر الکثیرۃ فیجب التنکب عن حدیثہ فیما رواہ المتأخرون فان لم یعلم ھذا من ھذا ترك الکل ولا یحتج بشیٔ منھا۔(تہذیب التہذیب لابن حجر ج5ص258)

اس قاعدے سے معلوم ہوا کہ محمد بن فضل کا جو شاگرد قدماء[اول عمر کے شاگرد]میں سے نہ ہو بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہو تو اس سے مروی روایت متروک قرار پائے گی۔زیر بحث روایت میں ان سے روایت کرنے والے محمد بن اسماعیل السلمی قدماء شاگردوں میں سے نہیں ہیں بلکہ متاخرین شاگردوں میں سے ہیں۔چنانچہ مشہور محدث علامہ نیموی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فیه النعمان محمد بن فضل السدوسی و هو ثقة تغیر بالآخرة رواه عنه ابو اسماعیل السلمی و هو لیس من اصحابه القدماء. (التعلیق الحسن: ص114)

لہذا یہ روایت ضعیف اور ناقابلِ حجت ہے۔

جواب نمبر2:

غیر مقلد تیسری رکعت کے شروع میں بھی رفع یدین کرتے ہیں۔[نماز نبوی ص206، آپ کے مسائل اور ان کا حل از مبشر ربانی غیر مقلد: ص120]

اور اس ضعیف روایت کا متن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں تین مقام کی رفع یدین تو موجود ہے، چوتھے مقام (تیسری رکعت کے شروع میں) کی رفع یدین کا نام و نشان تک نہیں۔

معلوم ہوا یہ روایت خود غیر مقلدین کے "عمل" کو بھی ثابت نہیں کرتی۔ پس اسے پیش کرنا اپنے موقف اور عمل سے جہالت کی دلیل ہے۔

دلیل نمبر8:

عن أنس أن رسول الله صلی الله علیه و سلم کان یرفع یدیه إذا دخل فی الصلاۃ وإذا رکع (سنن ابن ماجۃ ج1 ص62)

جواب نمبر1:

اس کی سند میں ایک راوی "حمید الطویل" ہے جو کہ مدلس ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صیغہ "عن" سے روایت کر رہا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر ص86 رقم الترجمہ 71)

اور مدلس کا عنعنہ غیر مقلدین کے نزدیک صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔

جواب نمبر2:

یہ روایتِ مدلس ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت انس پر موقوف ہے۔ امام الدارقطنی لکھتے ہیں:

لم یروہ عن حمید مرفوعاً غیر عبد الوھاب والصواب من فعل أنس

(سنن الدارقطنی ص290 باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منہ)

امام طحاوی لکھتے ہیں:

وأما حدیث أنس بن مالك رضی الله عنه فهم یزعمون أنه خطأ وأنه لم یرفعه أحد إلا عبد الوهاب الثقفی خاصة والحفاظ یوقفونه علی أنس رضی الله عنه (سنن الطحاوی ج1 ص باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابی کا قول و عمل حجت نہیں ہے:

1: افعال الصحابۃ رضی اللہ عنہم لا تنتهض للاحتجاج بہا۔ (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج1 ص28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص80)

5: خداوند تعالٰی نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔ (عرف الجادی: ص80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔ (بدور الاہلہ: ص129)

جواب نمبر 3:

اس روایت کے دیگر طرق میں "اذا قام بین الرکعتین"، "کل خفض ورفع"، "واذا سجد وفی السجود" کے الفاظ موجود ہیں جن میں دو رکعتوں کے درمیان، ہر اٹھنے اور بیٹھنے کی حالت میں، سجدوں میں جاتے اور سجدوں سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنے کا ذکر اور ثبوت موجود ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص266، مسند ابی یعلی ج6 ص399 رقم 3752، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم 1104، معجم الشیوخ ابن الاعرابی ج2 ص326 رقم 1997، المحلی بالآثار ج3 ص9، الاحادیث المختارہ لمقدسی ص52، 51 رقم 2026، 2025، معجم الاوسط للطبرانی ج1 ص19)

اور غیر مقلدین ان پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ لہذا جب یہ روایت ان کے ہاں بھی معمول بھا نہیں تو ہمارے لیے حجت کیوں بنا رہے ہیں؟

فما ھو جوابکم فھو جوابنا

دلیل نمبر 9:

نا محمد بن عصمة ، نا سوار بن عمارة ، نا رُدَيْحُ بْنُ عَطِيَّةَ، عن أبي زرعة بن أبي عبد الجبار بن معج قال رأيت أبا هريرة فقال لأصلين بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا أزيد فيها ولا أنقص فأقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا قال : فقمت عن يمينه لأنظر كيف يصنع ، فابتدأ فكبر ، ورفع يده ، ثم ركع فكبر ورفع يديه ، ثم سجد ، ثم كبر ، ثم سجد و كبر حتى فرغ من صلاته قال : أقسم بالله إن كانت لهي صلاته حتى فارق الدنيا (معجم الشیوخ لابن الاعرابی ج1 ص131، 130 رقم 144)

جواب نمبر 1:

اولاً:۔۔۔ اس کی سند میں ایک راوی "محمد بن عصمة" ہے، اس کے حالات معلوم نہیں ہوئے اور نہ ہی اس کی ثقاہت وعدالت ثابت ہے۔ جہالت وجہ ضعف ہے۔ اور بتصریح امام نووی: لا يقبل رواية المجهول (مقدمہ مسلم ص11) مجہول کی روایت حجت نہیں ہے حتی کہ علی زئی صاحب نے خود اس کی تصریح کی ہے: "مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔" (نور العینین از زبیر علی زئی ص338)

ثانیاً:۔۔۔ اس میں دوسرا راوی "سوار بن عمارة" ہے۔ اسے اگرچہ بعض نے ثقہ کہا ہے لیکن ابن حبان نے فرمایا ہے: ربما خالف۔

(کتاب الثقات لابن حبان ج8 ص302، تہذیب التہذیب ج2 ص454)

ثالثاً:۔۔۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی "رُدیح بن عطیہ" ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: لا يتابع فيما يروى (تہذیب التہذیب ج2 ص161) کہ اس کی کوئی راوی متابعت نہیں کرتا۔

جواب نمبر 2:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سندِ صحیح سے مروی ہے کہ آپ شروع والا رفع یدین تو کرتے تھے، باقی ہر اٹھنے بیٹھنے میں تکبیر تو کہتے تھے لیکن رفع یدین مروی نہیں ہے۔ (احناف کے دلائل میں "دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور ترکِ رفع یدین" کے تحت دلیل نمبر 4)

لہذا آپ کی پیش کردہ ضعیف روایت اس صحیح کے سامنے مرجوح ہے۔

جواب نمبر 3:

اس ضعیف روایت میں رکوع سے اٹھنے اور تیسری رکعت کے شروع کا رفع یدین موجود نہیں ہے جبکہ غیر مقلدین ان مقامات کا رفع الیدین کرتے ہیں۔ تو یہ روایت ضعیف ہونے کے باوجود غیر مقلدین کے عمل کی دلیل ہرگز نہیں۔

دلیل نمبر10:

حدثنا الحمیدی، أنبأنا الولید بن مسلم، قال سمعت زید بن واقد یحدث عن نافع أن ابن عمر، «کان» إذا رأی رجلا لا یرفع یدیه إذا رکع، وإذا رفع رماہ بالحصی (جزء رفع الیدین للبخاری ص10 رقم15)

جواب نمبر1:

غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

جواب نمبر2:

اس کی سند میں ولید بن مسلم ہے جو کہ طبقہ رابعہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر ص134 رقم الترجمہ 127)

اور حضرات ائمہ نے ان پر جرح بھی کی ہے: مثلاً:

وکان الولید کثیر الخطاء، اختلطت علیه أحادیث ما سمع وما لم یسمع وکانت له منکرات (تہذیب لابن حجر ج6 ص99،98)

وذکرہ ابن الجوزی والذهبی فی الضعفاء (الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج3 ص187، المغنی فی الضعفاء للذہبی ج2 ص501 رقم6888)

لہذا یہ روایت ان وجوہات کی بناء پر ضعیف ومتروک ہے، حجت نہیں۔

جواب نمبر3:

اس روایت میں ہر اونچ نیچ کی رفع یدین کا بھی ثبوت ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں سجدوں کی رفع یدین بھی ہے۔

(مسند الحمیدی ج2 ص278،277 رقم615، سنن دار قطنی ج1 ص292 رقم1105)

اس پر آپ کا بھی عمل نہیں۔فما هو جوابکم فهو جوابنا

دلیل نمبر11:

حدثنا مسدد، حدثنا عبد الواحد بن زیاد، عن عاصم الأحول قال: رأیت أنس بن مالك رضی الله عنه «إذا افتتح الصلاة کبر، ورفع یدیه، ویرفع کلما رکع ورفع رأسه من الرکوع» (جزء رفع الیدین للبخاری ص43، رقم الحدیث66)

جواب:

اولاً۔۔۔ غیر مقلدین کے ہاں قول صحابی حجت نہیں ہے۔ (حوالہ جات گزر چکے ہیں)

ثانیاً۔۔۔ اس موقوف روایت میں سند صحیح کے ساتھ سجدوں کی رفع یدین کا ذکر بھی آیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص304 رقم2 باب فی رفع الیدین بین السجدتین، جزء رفع الیدین ص60 رقم106)

آپ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک یہ موقوف اثر حدیث مرفوع کے مقابلے میں مرجوح ہے۔

دلیل نمبر12:

رواہ البیهقی فی سننه من جهة بن عبد الله بن حمدان الرقی ثنا عصمة بن محمد الأنصاری ثنا موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان إذا افتتح الصلاة رفع یدیه، وإذا رکع، وإذا رفع رأسه من الرکوع، وکان لا یفعل ذلك فی السجود، فما زالت تلك صلاته حتی لقی الله تعالی انتهی. رواہ عن أبی عبد الله الحافظ عن جعفر بن محمد بن نصر عن عبد الرحمن بن قریش بن خزیمة الهروی عن عبد الله بن أحمد الدمجی عن الحسن به.

(بحوالہ نصب الرایہ ص483، صلوۃ الرسول ص201، اثبات رفع یدین لخالد گھر جاکھی ص87،86،84، رسول اکرم ﷺ کا صحیح طریقہ نماز: ص331 ط صہیب اکیڈمی شیخوپورہ، حدیثِ نماز از عبد المتین میمن جوناگڑھی: ص125 ط مکتبہ عزیزیہ لاہور)

جواب نمبر 1:

اس کی سند میں ایک راوی "امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ" ہیں جو کٹر شافعی مقلد ہیں، اور مقلد آپ کے ہاں مشرک ہوتا ہے۔

دوسرا راوی عبد اللہ بن احمد الدمجی ہے یہ مجہول ہے۔

تیسرا راوی حسن بن عبد اللہ الرقی یہ بھی مجہول العین ہے۔

کتب اسماء الرجال میں ان کی تعدیل ثابت ہے نہ توثیق اور مجہول راوی کی روایت ناقابل قبول ہوتی ہے۔ ائمہ کی تصریحات:

امام شافعی: لم یکلف اللہ أحداً أن یأخذ دینه عن من لا یعرفه (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص 129)

امام بیہقی: ولسنا نقبل دین اللہ تعالی عمن لا یعرفه أهل العلم بالحدیث بالعدالة (کتاب القراءۃ خلف الامام للبیہقی ص 157)

امام نووی: لا یقبل روایة المجهول (شرح مسلم مقدمہ مسلم ص 11)

لہذا یہ روایت بوجہ جہالت رواۃ غیر مقبول ہے۔

جواب نمبر 2:

یہ روایت موضوع، من گھڑت اور کذب محض ہے کیونکہ اس میں دو راوی ہیں جو سخت مجروح اور حدیث گھڑنے والے ہیں۔ ان رواۃ کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

راوی نمبر ۱: عبد الرحمٰن بن قریش ابن خزیمۃ الہروی

[۱]: ابو الفضل احمد بن علی بن عمرو السلیمانی: اتهمه السلیمانی بوضع الحدیث۔ (میزان الاعتدال: ج2 ص513 رقم الترجمہ 4692)

[۲]: ابو بکر الخطیب البغدادی (قال): فی حدیثه غرائب۔ (تاریخ بغداد ج8 ص300)

راوی نمبر ۲: عصمہ بن محمد انصاری

[۱]: ابن سعد (قال): وکان عندهم ضعیفاً فی الحدیث۔ (طبقات ابن سعد ج7 ص239، تاریخ بغداد ج10 ص210)

[۲]: یحیی ابن معین (قال): کان کذاباً یروی احادیث کذباً... من اکذب الناس... یضع الحدیث۔

(تاریخ بغداد ج10 ص210، میزان الاعتدال ج3 ص75، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج3 ص340)

[۳]: ابو حاتم الرازی (قال): لیس بالقوی۔ (میزان الاعتدال ج3 ص75)

[۴]: العقیلی (قال): یحدث بالاباطیل عن الثقات۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ج3 ص340، میزان الاعتدال ج3 ص75)

[۵]: ابن عدی (قال): کل حدیثه غیر محفوظ وهو منکر الحدیث۔ (الکامل لابن عدی ج7 ص89، میزان الاعتدال ج3 ص76)

[۶]: الدار قطنی (قال): متروك۔ (تاریخ بغداد ج10 ص210، میزان الاعتدال ج3 ص75)

جواب نمبر 3:

اس روایت کو محققین اور خود غیر مقلدین علماء نے موضوع قرار دیا ہے۔

1: قال الامام محمد بن علی النیموی م 1322ھ: رواه البیهقی وهو حدیث ضعیف بل موضوع (آثار السنن للنیموی ص 118)

2: مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کذب [یہ روایت جھوٹی ہے] (نیل الفرقدین: ص36)

3: عطاء اللہ حنیف غیر مقلد: وحدیث البیهقی ما زالت... ضعیف جداً (تعلیقات سلفیہ علی النسائی: ج1 ص104)